اسلامی ثقافت کا قدیم شہر "منصورہ" (تاریخی و سیاسی جغرافیا)

MANSORA AN ANCIENT CITY OF ISLAMIC CIVILIZATION: HISTORICAL AND POLITICAL GEOGRAPHY

Faizan Jafar Ali

Abstract:

Like geographers, historians have also dealt in their books with the conditions of the earth, its longitudinal and altitudinal dimensions, boundaries etc that have been connected directly with human life. Furthermore, historians have discussed sociopolitical and religious conditions of a territory with respect to its significance. The Muslim historians and geographers of the first Islamic century have gathered information regarding the newly-established Muslim cities of the aforementioned century; Mansora is among those cities which was built after the Islamic conquest of Sindh. It is considered first city of Islamic civilization in Sindh. This article discusses the following questions in the light of the available historical and geographical information and documents. This article shows that in which part of the Sindh Mansora was situated? When it was built? Where it is located in present day Pakistan? What is its historical and geographical significance?

Key words: *Geography,* Mansora, *Sindh, Early Islam, Islamic Culture.*

کلیدی کلمات: جغرافیا، منصورہ، سندھ، صدر اسلام، اسلامی ثقافت۔

تمہید

جغرافیا ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعہ ہم زمان ومکان کے رابطے اور انسانی زندگی کے مختلف گوشوں کو تاریخ کے ترازو پر پرکھتے ہیں۔ جغرافیا دانوں کی طرح مورخین نے بھی زمین کی تمام ترکیفیت، طول وعرض حدود، راستوں وغیرہ سے متعلق ان گوشوں کو اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے جن کا رابطہ باقاعدہ طور پر انسانی زندگی سے رہا ہے۔ اسی طرح مورخین کا دوسرا کام یہ بھی رہا ہے کہ کسی علاقہ یا سرزمین کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس کے تمام تر کوائف یعنی اقتصادی سماجی و مذہبی حالات سے آگاہی کرائی ہے۔ اسلام کی ابتدائی صدی ہجری کے بہت سے ایسے مورخوں اور

جغرافیادانوں نے ابتدائی صدی ہجری کے نئے بسنے والے اسلامی شہروں کے بارے میں بے شمار بکھری ہوئی اطلاعات فراہم کی ہیں۔انہیں اسلامی شہروں میں، منصورہ"Mansora" شہر کا بھی شمار ہوتا ہے جسے مسلمانوں کے ہاتھوں سندھ کے فتح ہونے کے بعد بسایا گیا اور سندھ میں یہ اسلامی ثقافت وتمدن کا پہلا شہر قرار پایا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ شہر سندھ کے کس سمت میں واقع تھا اور کب تاسیس ہوا اور موجودہ پاکستان میں اس جگہ کہاں ہے؟ اور تاریخی وجغرافیائی نکتہ نظر سے اس شہر کی کیا اہمیت ہے؟ یہ وہ تمام سوالات ہیں جن کے جوابات کو تاریخی اور جغرافیائی اطلاعات اور دستاویزوں کی بنیاد پر ایک منظّم صورت اس مقالہ میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

شہر منصورہ کا قیام

منصورہ، سندھ کی سرزمین پر واقع ایک ایسا شہر تھا جو دوسری صدی ہجری کے اوائل میں مسلمانوں کے ذریعے وجود میں آیا اور بہت جلد سندھ کا مرکز قرار پا گیا۔ یہ شہر ایسی جگہ پر واقع تھا جہاں سے چاروں سمت میں دریائی اور زمینی راستے بھی موجود تھے جن میں ایک راستہ ملتان اور کشمیر کو جاتا تھا، دوسرا سندان وصیمور، تیسرا طوران اور غزنین اور چوتھا دیبل اور تیز کو جاتا تھا۔چونکہ یہ شہر سندھ کا محور ومرکز تھا اس وجہ سے اقتصادی اور اجتماعی لحاظ سے بھی ایک خاص اہمیت کا حامل رہا ہے کہ جس میں اسلامی تہذیب وتمدن کو وسعت دینا اس کا ایک کارنامہ ہے۔ اسی لئے تاریخ اسلام کی قدیم کتابوں اس شہر سے مربوط پائے جانے والے اسلامی اور تاریخی مواد کی بنیاد پر ہم نے اپنے اس مقالہ میں شہر منصورہ کا تاریخی وسیاسی پس منظر بیان کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ اس شہر کی اصلی جگہ کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ اس وقت کی سماجی وسیاسی حالات پر بھی روشنی ڈالیں جس سے ہم اس کے قیام اور زوال کے اسباب کا بھی اندازہ لگا سکیں۔ مورخین اور جغرافیادانوں کا خیال ہے کہ منصورہ شہر کے قیام سے قبل وہاں کی سرزمین جنگل تھی جو ''برہمن آباد'' سے دو فرسنگ دوری پر واقع تھا۔[1]۔ البتہ بعض تاریخی روایت کے مطابق شہر ''منصورہ'' اسی ''برہمن آباد'' ہی کی سرزمین پر بنایا گیا تھا۔[2] بیرونی نے بھی منصورہ کی قدیم جگہ کو وہیں پر قرار دیا ہے۔[3] شہر منصورہ کی تاسیس سے متعلق یعقوبی (متوفی ۲۸۴ھ)، بلاذری (متوفی۲۷۹ھ) اور ابن اثیر نے روایت کی ہے کہ جب حکم ابن عوانہ کلبی (۱۱۰-۱۲۶ھ) کو سندھ کا والی بنا کر بھیجا گیا تو اس نے مسلمانوں کی سکونت کے لئے ایک شہر بسایا جس کا نام محفوظہ رکھا۔[4] حکم ابن عوانہ کلبی نے وہاں سکونت اختیار کی اور عمرو ابن محمد ابن قاسم بھی اس کے ساتھ تھا لہٰذا حکم بن عوانہ نے بہت سے اہم کام اس کے سپرد کرتے ہوئے اس کو کسی جنگی محاذ پر بھیجا۔ جب وہ جنگ میں فتح حاصل کرکے واپس آیا تو اسے دستور دیا کہ سندھ میں ایک نیا شہر بنائے جو اسلامی تہذیب وثقافت کا نمونہ قرار پائے لہٰذا عمرو ابن محمد ابن قاسم نے نہر کے کنارے ایک شہر کی تعمیر کرائی

جس کا نام ''منصورہ'' رکھا۔[5] سندھ میں یہ وہ پہلا شہر تھا جسے شہری اصول کے مطابق تعمیر کیا گیا تھا۔[6] یہی شہر آگے چل کر اسلامی حکومت کے والیوں کی سکونت گاہ قرار پایا۔[7] اس شہر کے سترہ سال بعد شہر بغداد کو بھی منصورہ کے شہری اصول کے مطابق تعمیر کیا گیا تھا[8] اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ شہر منصورہ کس اہمیت کا حامل رہا ہوگا کہ بغداد جیسے قدیم اسلامی شہر کو بنانے کے لئے سندھ میں واقع منصورہ کو نمونہ قرار دیا گیا۔

اسلامی جغرافیا کی قدیمی کتابوں میں منصورہ اور اس کے ماتحت علاقوں کا ذکر

اصطخری (متوفی حدود ۳۴۰ھ) اور ابن حوقل (متوفی حدود ۳۶۶ھ) کا بیان ہے کہ ''منصورہ'' کا طول و عرض ایک میل پر مشتمل تھا جس کو مہران نہر نے اپنے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔[9] اس کے ماتحت مشہور علاقوں کے نام دیبل[10]، زندریج، کدارمایل، تنبلی، نیرون، قالری، انرّی، بلرّی، مسواہی، بہرج، بانیہ، منجابری، سوسان، رور (روڑ) سوبارہ، کنبانہ، صیمور وغیرہ تحریر کئے گئے ہیں۔[11] ان مشہور علاقوں کے علاوہ تین ہزار دیہات ایسے تھے جو اسی شہر منصورہ کے ماتحت قرار پاتے تھے۔[12] ملتان کے نزدیک ایک علاقہ تھا جس کا نام رور (روڑ) تھا اور وہ مہران ندی کے کنارے پر واقع تھا یہی علاقہ منصورہ کی سرحد قرار پاتا تھا۔[13] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری صدی ہجری میں سندھ میں دو بڑے اور مرکزی شہر تھے جن میں ایک ملتان اور دوسرا منصورہ تھا۔ ہم نے ذیل میں شہر منصورہ کے ماتحت اور اس کے اطراف میں واقع علاقوں اور دیہاتوں کے نام کا ایک خاکہ بنایا ہے اور یہ خاکہ اسلامی جغرافیا کی قدیم کتابوں میں پائی جانے والی اطلاعات کو مد نظر رکھ کر ترتیب دیا گیا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

ابن حوقل کی کتاب صورۃ الارض کے قلمی نسخہ صفحہ 179 سے ماخوذ	اصطخری کی کتاب مسالک الممالک کے قلمی نسخہ صفحہ 102-105 سے ماخوذ	مقدسی کی کتاب احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم کی جلد2، صفحہ 702-703 سے ماخوذ
قسدار	دیبل	دیبل
دیبل[14]	نیرون	زندریج
نیرون[15]	قالری	کدارمایل
قالری	انری	تنبلی
انری	بلرّی	نیرون

بلرّی	مسواہی	قالری
مسواہی	بہرج	انری
فہرج[16]	بانیہ	بلرّی
بانیہ	منجابری	مسواہی
منجابری	سدوسان	بہرج
سدوستان	رور	بانیہ
رور	قامہل	منجابری
جندور	کنبایہ	سدوسان
قامہل	سوبارہ	رور
کنبایہ	سندان[17]	قامہل
سوبارہ	صیمور	کیناص
سندان		سوبذرہ
صیمور[18]		سندان، صیمور

مذکورہ بالا خاکے کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ موجودہ پاکستان کے کس علاقہ میں شہر منصورہ کو بنایا اور بسایا گیا تھا البتہ آج کی بعض اطلاعات کے مطابق یہ کہا جاتا ہے کہ منصورہ کا بکھرا ہوا کھنڈر حیدرآباد شہر کے مشرقی شمال سے ۷ا میل کے فاصلہ پر موجود ہے[19] جو چار میل پر مشتمل شہداد پور (Shahdadpur) علاقہ کے نزدیک واقع ہے۔[20] عزیز اللہ عطاردی[21] کے بقول منصورہ، ''پیر جھنڈی والا'' علاقہ کے نزدیک واقع ہے جو حیدرآباد سے ساٹھ میل فاصلہ پر واقع ہے۔[22]

مورخین کی نظر میں منصورہ شہر کی ثقافت

منصورہ سندھ کا وہ پہلا اسلامی شہر تھا جو چوتھی صدی ہجری کے آخر تک اسلامی گورنروں کا مسکن قرار پایا تھا اس لئے ہجرت کرنے والے افراد یا تاجر افراد جو مختلف جگہوں سے اس سرزمین پر قدم رکھتے تھے وہ ''منصورہ'' ہی میں سکونت اختیار کرتے تھے۔ ابتدائی صدی ہجری کے مورخوں نے منصورہ کی تہذیب و ثقافت کے بارے میں بہت سی

اطلاعات فراہم کی ہیں اور لکھا ہے کہ سندھ کی سرزمین پر منصورہ بہت بڑا اور بابرکت اسلامی شہر تھا[23] جہاں کی ہوا ملایم تھی اور سردیاں معتدل، بارش بہت ہوتی تھی اور گرمی بہت سخت پڑتی تھی اور وہاں مچھر بہت پائے جاتے تھے۔[24] یہ شہر، دمشق اور نیشاپور کی طرح سندھ کے مرکز میں واقع تھا، وہاں کے مکانات مٹی اور لکڑی کے ہوتے تھے۔[25] اس شہر کے چار دروازے تھے ایک دروازہ ندی کی طرف تھا، دوسرا دروازہ توران کی طرف، تیسرا دروازہ سندان کی طرف اور چوتھا دروازہ ملتان کی طرف کھلتا تھا اور اس شہر کے چاروں طرف نہر تھی۔[26] اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے چاروں سمت راستے موجود تھے شمال کی جانب ملتان اور کشمیر، جنوب میں دیبل اور مشرق میں سندان جو راستہ ہندوستان کو جاتا تھا اور مغرب میں طوران کا راستہ تھا یہ تمام راستے منصورہ سے جا کر ملتے تھے اور منصورہ ایک جزیرہ نما شہر تھا جس کے دریائی راستے میں مختلف جگہوں کو جا کر ملتے تھے۔

یہاں گنا کثرت سے پایا جاتا تھا اور ایک ایسا پھل بھی موجود تھا جسے وہاں کے لوگ بہلویہ[27] کہتے تھے جو بہت ہی ترش ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ آم بھی پایا جاتا تھا جو بہت ہی سستا ہوتا تھا۔ وہاں دو طرح کے پیسے رائج تھے ایک کو قاہریات[28] کہتے تھے اور دوسرے کو طاطری[29] کہتے تھے لیکن معلاملات میں دینار کو فوقیت حاصل تھی۔[30] منصورہ میں بہت سی مفید دوائیں، کنباتی جوتے، ہاتھی کے دانت وغیرے کے علاوہ بہت سی دیگر اشیاء پائی جاتی تھیں جسے مختلف جگہوں پر بھیجا جاتا تھا۔[31]

یہاں کے لوگ بلند قامت[32] اور شایستہ، باہوش، چالاک و مہربان اور بلغمی مزاج کے مالک ہوتے تھے۔ اسلام یہاں پر بہت پھولا پھلا اور بہت سے دانشور اور تاجروں نے جنم لیا۔ وہاں کے لوگوں کا رسم و رواج اور عادت عراقیوں سے کچھ ملتا جلتا تھا البتہ وہاں بد اخلاق کافروں کا وجود بھی زیادہ نظر آتا تھا[33] جبکہ یاقوت حموی، اصطخری اور ابن حوقل کے مطابق منصورہ میں رہنے والے تمام لوگ مسلمان تھے۔[34] منصورہ اور ملتان کے لوگ عربی اور سندھی زبان میں بات کرتے تھے۔[35] منصورہ کے لوگوں کا لباس عراقیوں کے لباس سے ملتا جلتا تھا۔[36] وہاں کے اکثر لوگ ابو حنیفہ کے پیروکار تھے۔[37] ایسا لگتا ہے کہ منصورہ کے قیام کے وقت وہاں مسلمان اکثریت میں تھے لیکن مرور ایام کے ساتھ ساتھ وہاں کچھ دوسری قومیں بھی سکونت اختیار کر لی جیسا کہ مقدسی نے لکھا ہے کہ وہاں کے کافر بہت بد اخلاق ہیں[38] اور مسعودی کے بقول وہاں پر مید[39] نامی ایک قوم پائی جاتی ہے جو بہت ہی جنگجو ہوتے ہیں اور یہ لوگ سندھ کے سرحد کی نگہبانی کرتے ہیں۔[40]

منصورہ کا زمینی (برّی) اور دریائی (بحری) راستہ

اس عنوان کے ذیل میں ہم اسلامی جغرافیا کی کتابوں کی اطلاعات کو مد نظر رکھتے ہوئے منصورہ کے زمینی اور دریائی راستوں کو نقشہ کے ساتھ بیان کریں گے اور ساتھ ہی ساتھ اس بات کو بھی بیان کرنے کی کوشش کریں گے کہ کس زمانے میں ان راستوں میں تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔

ا۔ زمینی یا برّی راستہ

الف: منصورہ سے مختلف جگہوں کا راستہ

منصورہ سے مختلف جگہ جانے کی جو مسافت تھی اس کے بارے میں جغرافیا دانوں نے لکھا ہے کہ منصورہ سے دیبل کا فاصلہ چھ مرحلوں کا تھا[41] اور وہاں سے ملتان کا فاصلہ بارہ مرحلہ اور طوران پندرہ مرحلہ[42] اور بڑھہ سرحد کے آغاز تک پانچ مرحلہ[43] اور تیز تک پندرہ مرحلہ کا فاصلہ تھا۔[44] اسی طرح منصورہ سے قامل آٹھ مرحلہ، پھر کنبایہ تک چار مرحلہ، پھر وہاں سے سوبارہ تک جانے کے لئے ایک فرسنگ دریا کا راستہ قرار پاتا تھا۔[45] اسی طرح منصورہ سے قزدار تک ۸۰ فرسنگ اور پھر وہاں سے کنابان تک بھی ۸۰ فرسنگ اور پھر سیوہ اور شہر ولاشتان تک بھی ۸۰ فرسنگ اور ساغن تک جانے کے لئے ۶۰ فرسنگ اور پھر وہاں سے غزنین ایک مرحلہ پر واقع تھا۔[46]

ب: مختلف جگہوں سے منصورہ تک پہنچنے کے راستے

ہر وہ راستہ جو مختلف جگہوں سے منصورہ کو جاتا تھا اور اس کی کتنی مسافت ہوتی تھی اس کو ہم نے مورخین اور جغرافیا دانوں کی اطلاعات کے مطابق بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ کشمیر اور منصورہ کا جو خشکی راستہ تھا وہ ۷۰ دن کا ہوتا تھا لیکن مہران ندی کا سہارا لیتے ہوئے اگر کوئی جاتا تھا تو وہ راستہ چالیس دن میں طے کر لیتا تھا۔[47] قندابیل سے منصورہ آٹھ مرحلہ بتایا گیا ہے)[48] لیکن ملتان سے منصورہ تک کی مسافت کے بارے میں جغرافیا دانوں اور مورخین کے درمیان اختلاف نظر آتا ہے۔ مسعوی نے لکھا ہے کہ سندھی اعتبار سے ملتان سے منصورہ ۷۵ فرسخ کی مسافت تھی اور ہر فرسخ آٹھ میل کے برابر ہوتا تھا۔[49] مقدسی کے بقول اگر کوئی دیہات، دیہات ہوتے ہوئے ملتان سے منصورہ جائے تو چالیس فرسنگ کی مسافت ہے۔[50] پھر اس نے اس کی توضیحات یوں بیان کی ہیں کہ ملتان سے بسمدہ دو مرحلہ، پھر وہاں سے رور (روڑ) تین مرحلہ، پھر انرّی چار مرحلہ، پھر قالرّی دو مرحلہ پھر وہاں سے منصورہ ایک مرحلہ کی مسافت ہے۔[51] مکران سے منصورہ کی مسافت ۳۵۸ فرسنگ تحریر کی گئی ہے۔[52] لیکن ابن خرداذبہ نے لکھا ہے کہ ۳۵۳ فرسخ کا فاصلہ تھا اور یہ راستہ جاٹوں کی سرزمین سے ہوتا ہوا منصورہ تک پہنچتا تھا۔[53] ہم نے یہاں پر

وہ نقشہ پیش کیا ہے جو ابن حوقل اور اصطخری نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے تاکہ منصورہ کے اطراف میں واقع تمام علاقے اچھی طرح روشن ہو جائیں۔

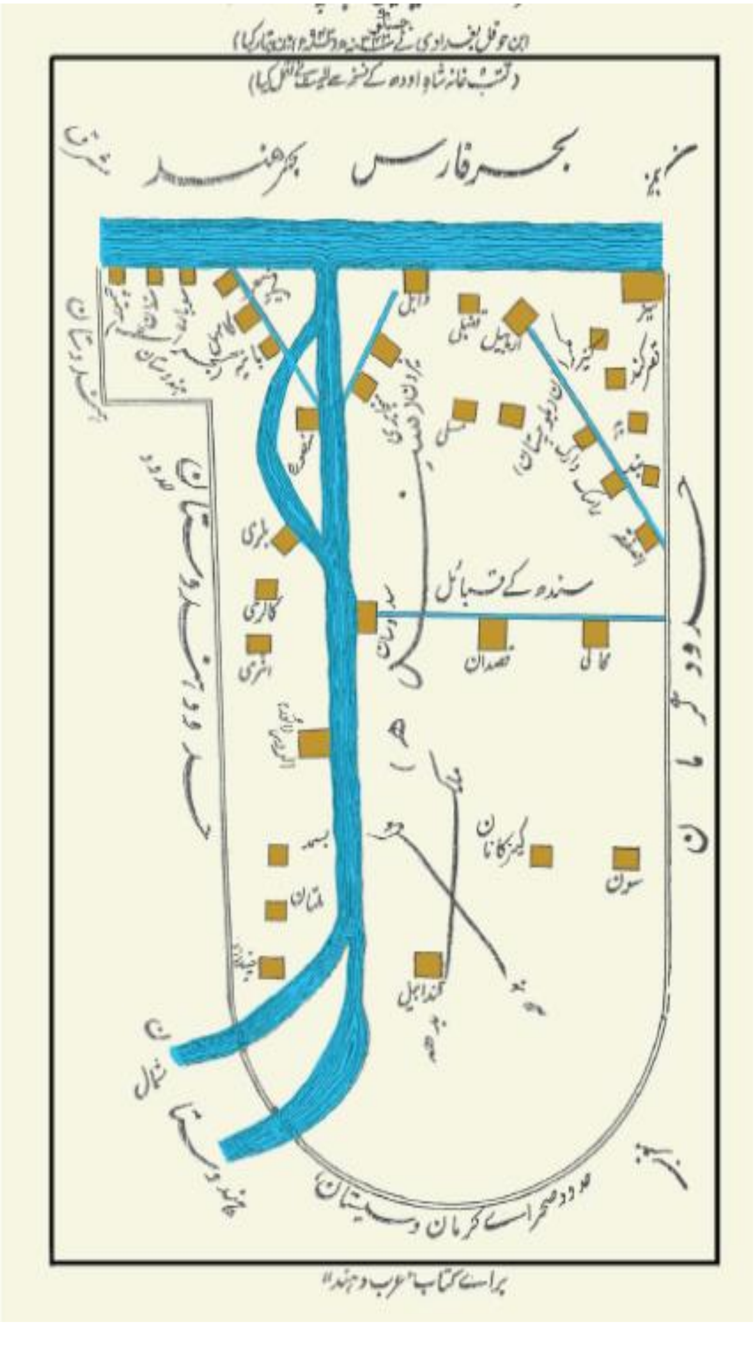

ترسیم بر اساس اطلاعات ابن حوقل، کتاب عرب و هند تالیف سلیمان ندوی، سال ۱۳۳۲ هق

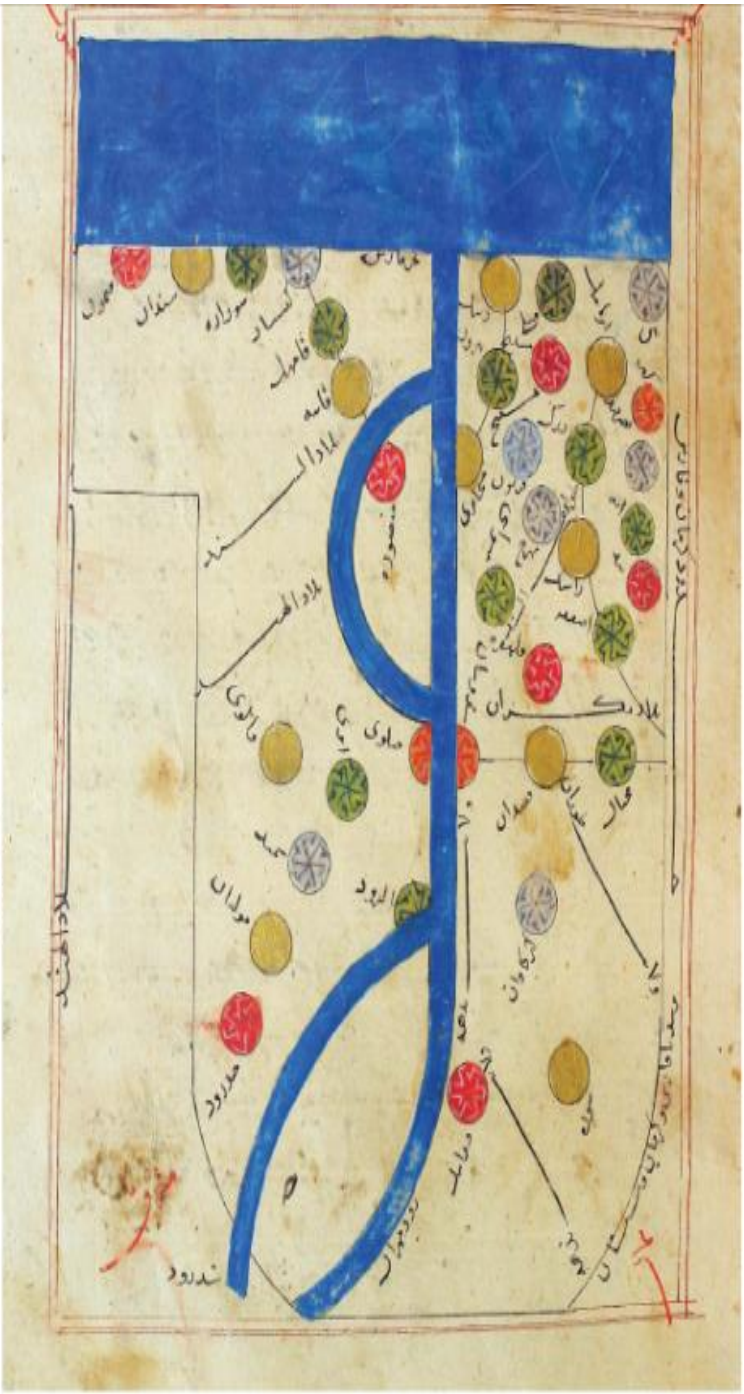
منصوره
شدرود

جیسا کہ مقدسی نے لکھا ہے کہ منصورہ کے چار دروازے تھے ایک ملتان کی طرف دوسرا سندان، تیسرا توران اور چوتھا بحر ہند کی طرف کھلتا تھا۔ اسی بنیاد پر ہم نے ان تمام دروازوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک نقشہ کھینچا ہے تاکہ بہتر طریقے سے منصورہ شہر کا احاطہ کر سکیں۔

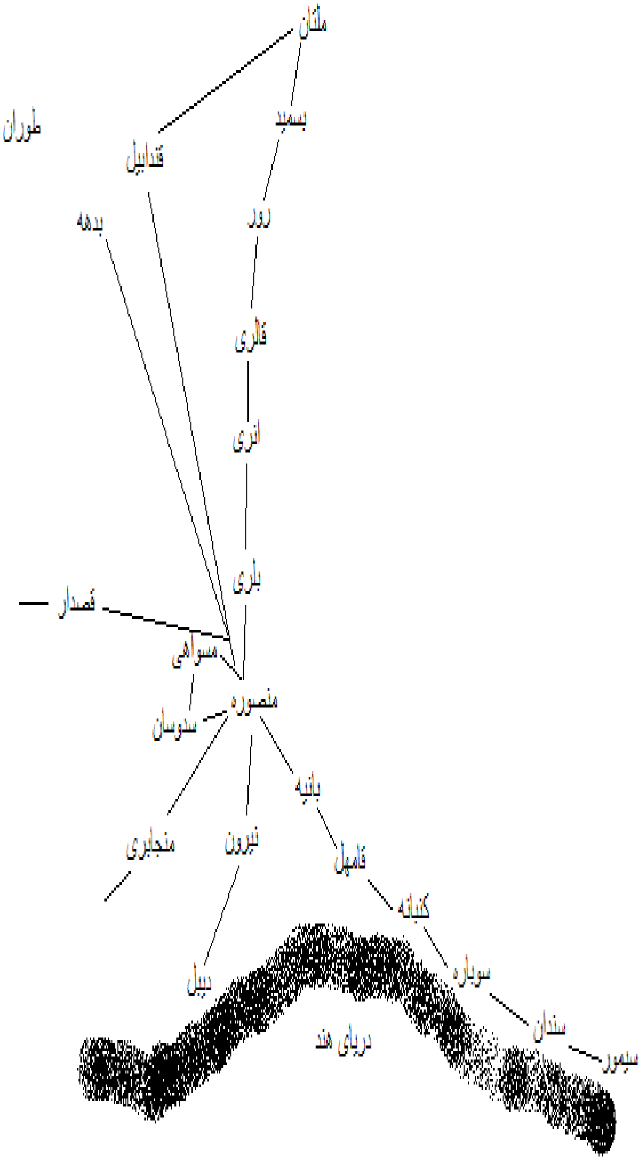

۲۔ دریائی یا بحری راستہ

سندھ میں موجود سب سے بڑی ندی یا نہر جسے قدیمی کتابوں میں مہران نہر یا ندی کے نام سے یاد کیا گیا ہے جغرافیادانوں اور مورخین کی نظر میں اس ندی کی بہت اہمیت رہی ہے اور انہوں نے اپنی اپنی کتابوں میں اس ندی اور اس کے اطراف بسنے والے شہروں اور دیہاتوں کا نقشہ بھی کھینچا ہے۔ یہ ندی شمالی جانب سے بحر ہند میں جا کر ملتی ہے اور سندھ کی سرزمین کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے جس کا مشرقی حصہ ہندوستان کی سرزمین کو جاتا ہے اور مغربی حصہ مکران کی سرزمین تک پہنچتا ہے۔ مہران ندی کا اصل سرچشمہ جیجون سے نکلتا ہے اور وہاں سے ملتان کو پہنچتا ہے اور پھر بسمد اور اس کے بعد رور (روڑ) اور پھر منصورہ تک پہنچتا ہے۔[54] پھر یہاں سے کئی شاخوں میں ہوتا ہوا بحر ہند میں جاملتا ہے۔[55] مسعودی نے سندھ ندی کے بارے میں دقیق اطلاعات فراہم کی ہیں اور اس نے مہران ندی کو بیان کرنے سے پہلے پنجاب کی توضیح بیان کی ہے اور لکھا ہے کہ یہ تمام ندیاں ملتان سے گذرتی ہیں اور تین روز کے فاصلہ پر جا کر ملتان اور منصورہ کے بیچ ایک محلّہ ہے جسے ''دوسات'' کہتے ہیں وہاں جا کر مل جاتی ہیں اور جب یہ تمام ندیاں رور (روڑ) شہر کے مغربی حصہ میں جا کر ایک جگہ ملتی ہیں تو اس کو مہران کے نام سے جانا جاتا ہے اور یہاں سے دو حصوں میں تقسیم ہو جاتیں ہیں اور (دونوں کو مہران ندی کے نام سے پکارا جاتا ہے) پھر بحر ہند میں جا ملتی ہیں۔[56] جب یہ ندی منصورہ کو پہنچتی ہے تو ایک نہر کی صورت میں منصورہ کو چاروں طرف سے گھیر لیتی ہے۔[57] خلیج فارس کے بعد ہندوستان اور سندھ کی طرف جو بندرگاہیں پائی جاتی ہیں ان میں بلوچستان میں واقع تیز نامی علاقہ پایا جاتا ہے، کہ جس کے ساتھ ساتھ دیبل اور اس کے بعد کنبایہ (جس کو آج کھنبات کے نام سے جانا جاتا ہے) اور پھر سوبارہ اور صیمور جیسے علاقے بھی موجود تھے۔[58] ان تمام دریائی راستوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم نے ذیل میں ایک نقشہ کھینچا ہے تاکہ شہر منصورہ سے مربوط اس وقت کے دریائی راستوں کو بہتر طریقہ سے درک کر سکیں۔

البتہ مرور ایام کے ساتھ ساتھ ان تمام برّی اور بحری راستوں میں تبدیلیاں واقع ہوتی رہی ہیں اسی لئے ہم نے ان تبدیلیوں کے مد نظر ان نقشوں کو پیش کیا ہے جن کو جناب ابو ظفر ندوی نے اپنی کتاب میں ادوار کی تبدیلیوں کے پیش نظر کھینچا ہے۔

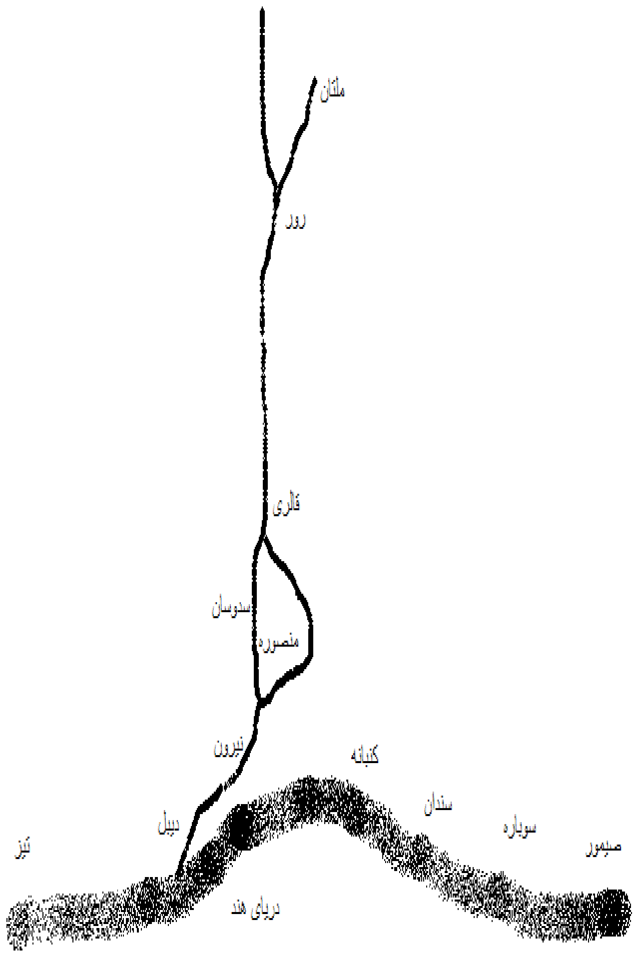
ملتان
رور
قالری
سدوسان
منصوره
نیرون
کنبایه
دیبل
سندان
سوباره
صیمور
تیز
دریای هند

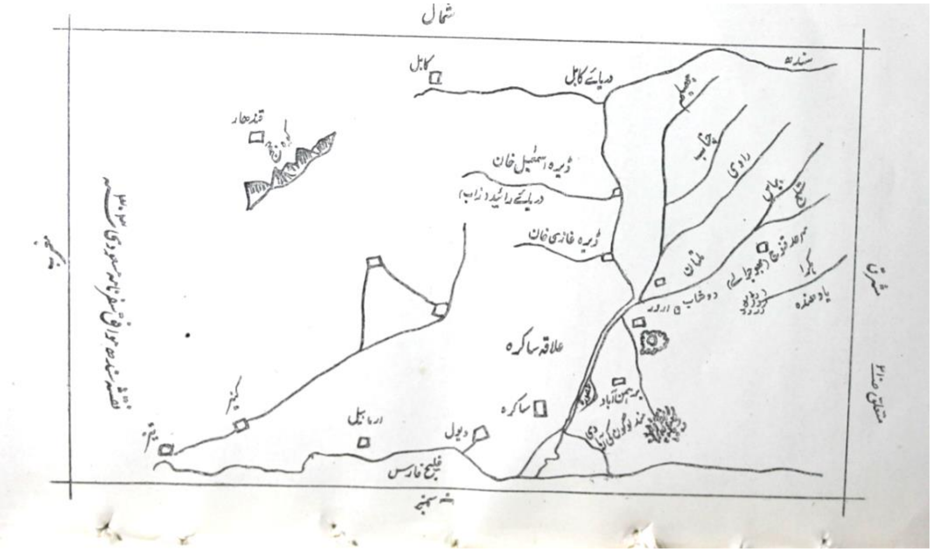

مذکورہ بالا نقشہ سنہ ۳۰۳ھ میں مسعودی کی اطلاعات کے پیش نظر تہیہ کیا گیا ہے جس میں برّی اور بحری راستوں کو بھی معین کیا گیا ہے۔[59]

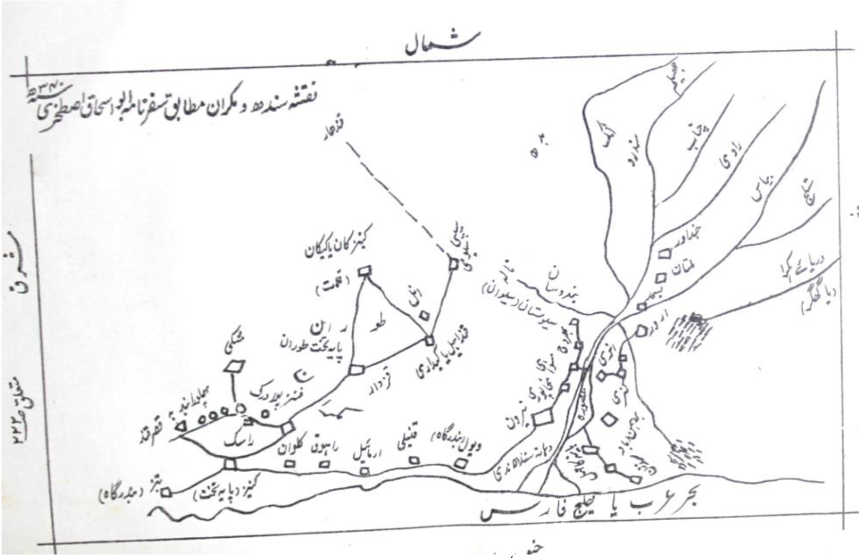

مذکورہ بالا نقشہ اصطخری کی اطلاعات کے مطابق کھینچا گیا ہے۔

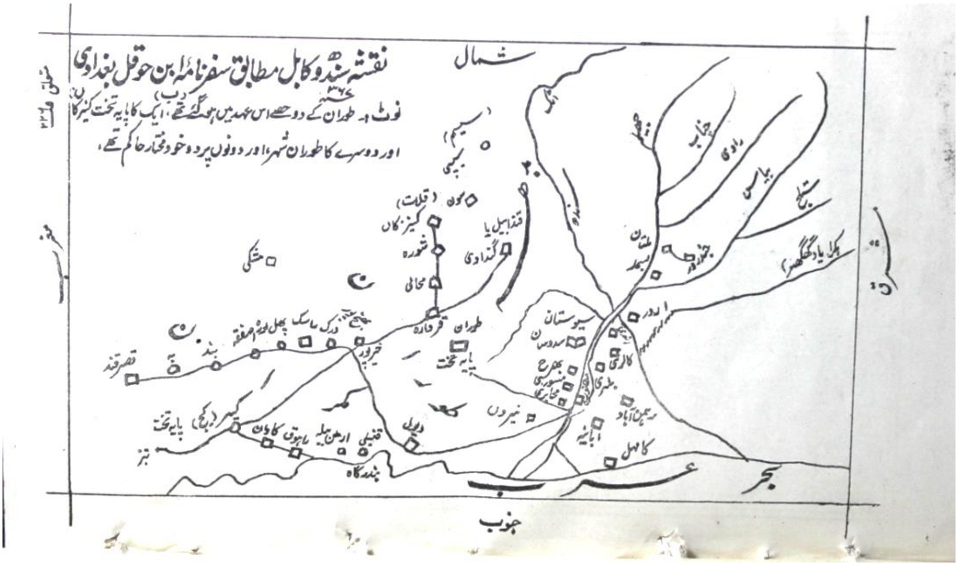

مذکورہ بالا نقشہ ابن حوقل کی اطلاعات کے مد نظر کھینچا گیا ہے۔

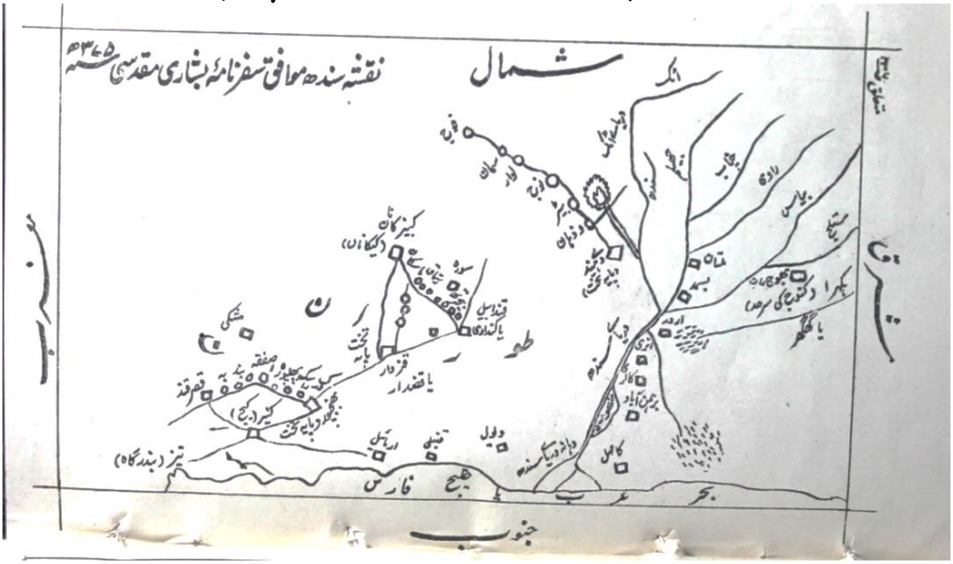

مذکورہ بالا نقشہ کو مقدسی کی سنہ ۳۷۵ھ کی اطلاعات کے مطابق تہیہ کیا گیا ہے۔

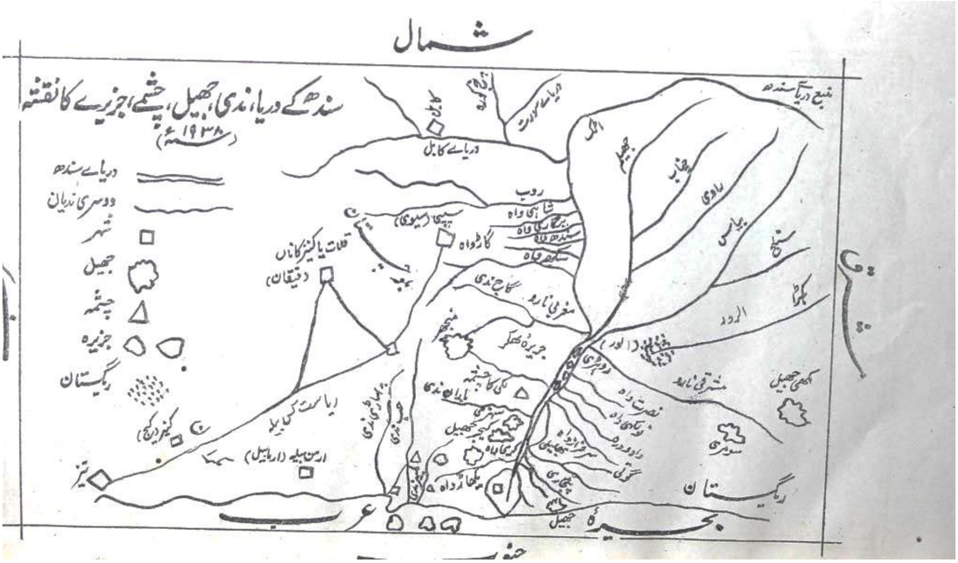

یہ سندھ کا جدید نقشہ ہے جو سنہ ۱۹۳۸ء میں کھینچا گیا ہے۔[60]

ان تمام نقشوں کے مطالعہ کے بعد ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ منصورہ شہر ایسی جگہ پر واقع تھا جہاں سے ہر طرف راستے جاتے تھے اور یہ شہر ایک ایسے مرکز پر واقع تھا جو تمام علاقوں کو آپس میں جوڑنے کا کام کرتا تھا اور اس شہر کو ابتدائی صدی ہجری میں سندھ و ہند کے مختلف علاقوں میں اسلامی تہذیب و ثقافت کو عام کرنے ایک اہم سرچشمہ بھی قرار دیا جا سکتا ہے جہاں سے تمام طرح کے مسافروں کا گذر ہوتا تھا۔

منصورہ کی سیاسی تاریخ کا مختصر جائزہ

ا۔ حکومت بنی امیہ کا دور

جیسا کہ ہم نے پہلے بھی اشارہ کیا ہے کہ حکم ابن عوانہ کلبی کی گورنری کے زمانے میں یہ شہر عمرو ابن محمد ابن قاسم کے ہاتھوں بنایا گیا۔[61] اسی لئے ان سے قبل کے حاکموں کے سیاسی حالات کو ہم قلمبند کرنے سے گریز کرتے ہیں البتہ اس شہر کے قیام کے بعد جنھوں نے یہاں پر حکومت کی ہے ان میں منصور بن جمہور کلبی (سندھ میں بنی امیہ حکومت کی طرف سے بھیجا جانے والا آخری حکمران) ہے جس کو ولید ابن یزید (۱۲۶ تا ۱۲۵ھ) نے سنہ ۱۲۶ھ میں منصورہ کا والی بنا کر بھیجا تھا۔ وہ بنی امیہ کے زوال کے دو سال بعد تک عباسی حکومت کا مقابلہ کرنے میں کامیاب رہا اور منصورہ پر حکومت کرتا رہا[62] لیکن دو سال کے بعد یہ شہر عباسی حکومت کے ہاتھوں میں آگیا۔

۲۔ حکومت بنی عباس کا دور

بلاذری کی روایت کے مطابق ابو مسلم خراسانی نے مغلس عبدی کو اپنا پہلا والی بنا کر سندھ کی جانب بھیجا تھا جس کا منصور بن جمہور نے ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہوئے اسے قتل کر دیا تھا جس کی وجہ سے اس کا لشکر بھی بھاگ گیا۔ جب یہ خبر ابو مسلم کو ملی تو اس نے فورا موسی ابن کعب تمیمی کو سندھ کی طرف روانہ کیا اور موسی نے منصور کو شکست دے کر سندھ کے تمام علاقوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور پھر اس نے شہر منصورہ کی تجدید کرتے ہوئے وہاں کی مسجد کو وسعت دی اور ساتھ ہی ساتھ کئی نئے شہروں کو ہندوں کے تسلط سے آزاد کر کے ان پر بھی قبضہ کر لیا۔[63] جب وہ سندھ کی سرزمین سے واپس جانے لگا تو اس نے اپنے بیٹے عیینہ ابن موسی کو اپنا جانشین مقرر کر دیا لیکن اس کی جانشینی پر لوگوں میں اختلاف تھا جس کی وجہ سے ابو جعفر منصور نے عمر ابن حفص کو سندھ کے لئے روانہ کر دیا لیکن جب وہ منصورہ پہنچا تو عیینہ نے اپنا منصب چھوڑنے سے انکار کرتے ہوئے اس کا مقابلہ کیا اور جب جنگ شروع ہو گئی تو عیینہ کے ساتھیوں نے صلح کرنے کی پیشکش کر دی جس کو عمر ابن حفص نے قبول کر لیا جس کے نتیجہ میں عیینہ کو منصور کے پاس بھیج دیا گیا۔ عمر ابن حفص نے دو سال تک منصورہ پر حکومت کی۔ دو سال کے بعد منصور نے اس کو معزول کر کے ہشام ابن عمر کو سندھ کی حکومت سپرد کر دی۔ اس نے سندھ و ہند کے مختلف علاقوں میں لشکر کشی کی اور پھر اس نے منصورہ میں اپنے بھائی بسطام ابن عمرو کو اپنا جانشین بنایا اور ملتان کو اپنے قبضہ میں لینے کے لئے نکل گیا۔[64]

اس کے بعد جب ہارون رشید کا زمانہ آیا تو اس نے ایک کے بعد ایک کئی لوگوں کو سندھ کا والی بنا کر بھیجا تھا جن میں سالم یونسی، اسحاق ابن سلیمان ابن علی ہاشمی، طیفور ابن عبداللہ ابن منصور حمیری،[65] عیسی ابن جعفر ابن منصور، عیسی محمد ابن عدی ثعلبی، عبدالرحمن اور پھر ایوب ابن جعفر ابن سلیمان اور اس کے بعد سنہ ۱۸۳ ہجری میں داود ابن یزید ابن حاتم مہلبی کو سندھ کے لئے انتخاب کیا لیکن اس نے اپنے چھوٹے بھائی مغیرہ کو بھیج دیا کہ جس سے وہاں پر موجود نزاری قبیلے کے لوگوں نے احتجاج کر دیا اور ان لوگوں نے سندھ کی سرزمین کو چار حصوں میں تقسیم کرنے کا پلان بنایا جس کا ایک حصہ قریش کے ماتحت ہو دوسرا حصہ قبیلہ قیس کے ماتحت تیسرا حصہ قبیلہ ربیعہ کے ماتحت اور چوتھا حصہ یمنیوں کے پاس لیکن یہ کہ بعد میں انہیں وہاں سے باہر کر دیا جائے۔ لہٰذا جیسے ہی مغیرہ منصورہ شہر کے نزدیک پہنچا تو لوگوں نے منصورہ شہر کے دروازوں کو بند کر دیا لیکن مغیرہ کسی طرح شہر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے نزاری قبیلے والوں سے جنگ کی لیکن وہ اس جنگ میں وہ ہار گیا۔ داود ابن یزید کو جیسے ہی مغیرہ کے شکست کی خبر ملی تو وہ خود سندھ کی طرف روانہ ہوا اور گھمسان کی جنگ ہوئی جس میں بہت سے نزاری قبیلے کے لوگ مارے گئے اور تقریبا بیس دن تک جنگ کا سلسلہ چلتا رہا پھر اس کے بعد وہ برابر سندھ کے دوسرے علاقوں کو بھی فتح کرتا رہا اور

اس پر تسلط پاتا رہا[66] یہاں تک کہ مامون عباسی کا زمانہ آگیا اور مامون کو یہ خبر دی گئی کہ بشر ابن داود مہلبی سر کشی پر اتر آیا ہے لہٰذا اس نے حاجب ابن صالح کو سندھ کے لئے روانہ کیا وہ جیسے ہی مکران پہنچا تو وہاں پر بشر ابن داود کے ایک بھائی سے ملاقات ہوئی اور دونوں میں جنگ چھڑ گئی۔ اس جنگ کی خبر مامون کو دی گئی کہ بشر نافرمان ہو گیا ہے اور جنگ پر آمادہ ہے اس پر مامون نے غسان ابن عباد کو سندھ کے لئے روانہ کیا اور ساتھ ہی ساتھ موسیٰ ابن یحییٰ ابن خالد برمکی کو بھی بھیجا۔ غسان جیسے ہی سندھ پہنچا تو بُشر نے اس کا استقبال کیا اور بغیر کسی جنگ وجدال کے اس کے فرمان کے ماتحت آگیا لہٰذا اس کو عراق بھیج دیا گیا اور موسیٰ ابن یحییٰ کو سندھ کی حکومت سونپ دی گئی۔ موسیٰ نے وہاں حکومت کو برقرار رکھا اور اس کے بعد اس کے بیٹے عمران ابن موسیٰ نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔[67]

الواثق باللہ کی حکومت کے زمانہ میں سندھ کے حالات ناگفتہ بہ ہو گئے تھے اور عمران ابن موسیٰ کو بھی قتل کر دیا گیا تھا اس لئے الواثق باللہ عباسی نے ایتاخ عنبسہ ابن اسحاق ضبی کو سندھ کے لئے بھیجا جب وہ سندھ پہنچا تو سندھ پر کئی بادشاہوں کا قبضہ ہو چکا تھا لیکن جیسے انہوں نے عنبسہ کے آنے کی خبر سنی تو عثمان کے علاوہ سبھی نے اس کے ماتحت رہنے کا فیصلہ کر لیا اور نو سال تک اس نے سندھ کی سرزمین پر حکومت کی[68] یہاں تک کہ متوکل عباسی کا زمانہ آگیا اور متوکل نے عنبسہ کو معزول کرکے ہارون ابن ابی خالد کو سندھ کی حکومت کے لئے روانہ کر دیا۔[69]

لیکن سنہ ۲۴۷ ھ میں متوکل کے قتل ہونے کے بعد عمر ابن عبدالعزیز نے منصورہ کی حکومت کو موروثی بنا دیا اور اس نے عباسی خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا یہاں تک کہ محمود ابن سبکتگین نے ان کی حکومت ختم کر دی اور منصورہ کو اس نے اپنا دارالخلافہ قرار دے دیا۔[70]

عمر ابن عبدالعزیز نے اپنے زمانے میں منصورہ کو مرکز قرار دیتے ہوئے اپنے بیٹے عبداللہ کو سندھ کا حاکم بنا دیا تھا اس نے بھی اپنے والد کی طرح خلیفہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا تھا۔ عبداللہ کے بعد اس کا بیٹا ابوالمنذر عمر منصورہ کا حاکم قرار پایا جیسا کہ مسعودی نے لکھا ہے کہ جب وہ ''سنہ ۳۰۰ھ کے بعد منصورہ گیا تو وہاں پر ابوالمنذر عمر ابن عبداللہ کی حکومت تھی کہ جس اس کے وزیر کا نام رباح تھا، مسعودی کے بقول: وہاں پر میں نے اس کے دونوں بیٹے محمد اور علی کو بھی دیکھا اور وہاں کے سردار جو حمزہ نام سے مشہور تھا اس سے ملاقات بھی کی۔ وہاں پر عمر ابن علی اور محمد ابن علی کی نسل سے فرزندان ابوطالب کی اچھی خاصی تعداد تھی اور اس شہر میں زمانے تک بادشاہی نظام تھا ہبار ابن اسود کے فرزندوں کی حکومت تھی جو بنی عمر ابن عبدالعزیز قرشی کے نام سے مشہور تھے''۔[71]

مقدسی نے بھی سنہ ۳۷۵ھ میں منصورہ کا سفر کیا تھا جس کے بارے میں اس نے لکھا ہے کہ ''منصورہ میں قریش قبیلہ کا ایک سلطان تھا جو عباسی خلفا کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا''۔[72] سنہ ۳۷۵ھ کے بعد سے منصورہ کے بارے کوئی قابل توجہ اطلاعات تاریخی کتابوں میں نہیں ملتی مگر ابن خلدون نے ایک روایت بیان کی ہے کہ خاندان عمر ابن

عبدالعزیز کی اس موروثی حکومت کو محمود ابن سبکتگین نے ختم کر دیا تھا۔[73] اگرچہ بعد کے ادوار میں عباسی خلفاء کی سیاست سندھ میں کمزور ہو گئی تھی لیکن پھر بھی مذہبی نقطہ نظر سے لوگ عباسیوں ہی کے نظریئے کے موافق وہاں زندگی بسر کرتے تھے اور انہیں کے نام کا خطبہ بھی پڑھا جاتا تھا۔[74] چوتھی صدی ہجری کے بعد اور سندھ میں غزنویوں کی حکومت، اس کے بعد غوریوں کی حکومت اور بالخصوص بابریوں کی حکومت نے ہندوستان و سندھ کی سیاسی تاریخ میں ایک نیا باب کھول دیا اور غزنویوں کے ظہور اور ان کی دہلی تک رسائی سبب بنی کہ منصورہ شہر کی سیاسی کارکردگی کو معطل ہو جائے اور رفتہ رفتہ تاریخ کے اوراق میں یہ شہر گم ہو جائے۔ لیکن اس بارے میں ہم کوئی اطلاع نہیں ملتی کہ منصورہ کی سیاسی مرکزیت کا خاتمہ کب ہوا؟ البتہ پانچویں اور ساتویں صدی ہجری کی کچھ اطلاعات ملتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں بھی منصورہ کا وجود تھا جیساکہ ابن اثیر نے محمود غزنوی کے ہندوستان سے پلٹنے سے متعلق جو روایت تحریر کی ہے اس میں لکھا ہے کہ ''جب محمود غزنوی سومنات سے فارغ ہو کر واپس لوٹ رہا تھا تو اس نے منصورہ جانے کا فیصلہ کیا کیونکہ وہاں کا حاکم مرتد ہو گیا تھا اور جیسے ہی وہاں کے حاکم نے محمود غزنوی کے آنے کی خبر سنی تو وہاں سے بھاگ کر جنگل میں پناہ گزین ہو گیا۔ محمود غزنوی نے وہاں کے لوگوں کا احاطہ کرکے اکثر لوگوں کو قتل کے گھاٹ اتار دیا اور بہت کم ایسے لوگ تھے جو اپنی جان بچاسکے''۔[75] اسی طرح منہاج الدین سراج نے سنہ ۶۴۳ھ کے متعلق ایک روایت نقل کی ہے کہ ''جب منکوتہ مغولی نے اپنے لشکر کے ساتھ سندھ پر چڑھائی کی تو اس نے اوچھ (Uchcha) کے مشہور قلعہ اور سرزمین منصورہ کا محاصرہ کر لیا تھا''۔[76]

نتیجہ

مذکورہ بالا تمام اطلاعات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ شہر منصورہ سندھ میں اسلامی تہذیب و ثقافت کا اولین نمونہ تھا جہاں سے اسلام نے ہندوستان اور سندھ کے مختلف علاقوں میں وسعت پائی اور یہ شہر دوسری صدی ہجری میں اپنے قیام سے لے کر ساتویں صدی ہجری تک اپنے اسی نام ''منصورہ'' کے ساتھ باقی تھا اور باقاعدہ طور پر وہاں کے لئے حاکم معین کئے جاتے تھے لیکن ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامہ میں اس شہر کا نام نہیں لیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید اس زمانہ تک شہر منصورہ کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا تھا۔ البتہ ابھی تک ہمیں یہ اطلاعات فراہم نہیں ہو سکیں کہ ایسے عالیشان شہر کا زوال کیسے ہوا اور یہ مسئلہ ابھی تک مورخوں کے درمیان زیر بحث ہے۔ آخر میں ایک مختصر نتیجہ گیری کے طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ دوسری صدی ہجری میں شہر منصورہ کا قیام عمل میں آیا جو مسلسل اسلامی حاکموں کی سکونت گاگاہ اور مرکز قرار پاتا رہا اور اس شہر کی دوسری خاصیت یہ تھی کہ یہ ایسی جگہ پر واقع تھا کہ سندھ کے تمام علاقوں کو برّی اور بحری راستوں سے جوڑے ہوئے تھا

اور محمود غزنوی و سلاطین ہند کے آنے سے قبل تک شہر منصورہ سیاسی اور مذہبی لحاظ سے اہمیت کا حامل تھا جہاں پر عباسی خلفاء نے حکمرانی کی اور پھر محمود غزنوی نے بھی اسے اپنا دارالخلافہ قرار دیا تھا لیکن اسلامی حکومت کی دہلی و ہندوستان و سندھ کے دیگر علاقوں تک رسائی سبب بنی کہ شہر منصورہ اپنی مرکزیت کھو بیٹھے اور ساتویں صدی ہجری کے بعد گمنامی کا شکار ہو جائے۔

*****

حوالہ جات

1۔ بلاذری، ص613؛ ابن اثیر، 142:13؛ ابن خلدون، 103:2

2۔ مجہول المولف، ص118

3۔ بیرونی، القانون المسعودی، 75:1؛ بیرونی، التحقیق ماللہند، ص121

4۔ بلاذری، ص620-619؛ ابن اثیر، 197/13؛ حسنی، 24/1

5۔ بلاذری، ص620-619؛ یعقوبی، تاریخ یعقوبی، 296:2؛ ابن اثیر، 197:13؛ حسنی، 24:1۔ مسعودی کے مطابق منصور بن جمہور کی وجہ سے منصورہ نام قرار دیا گیا تھا۔ (رجوع کریں: مسعودی، 166:1) البتہ منصورہ سے متعلق تمام اطلاعات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ گویا محفوظہ نام کا شہر ہند کی سرزمین پر تعمیر ہونے والا پہلا شہر تھا اور منصورہ کو دوسرا شہر قرار دیا جاسکتا ہے

6۔om gupta, 9:1483

7۔ بلاذری، ص620-619؛ یعقوبی، تاریخ یعقوبی، 296:2؛ ابن اثیر، 197:13؛ حسنی، 24:1

8۔ om gupta, 9:1483

9۔ اصطخری، قلمی نسخہ، ص106؛ ابن حوقل، قلمی نسخہ، ص179

10۔ ابن خردازبہ، ص65

11۔ مقدسی، 702:2

12۔ مسعودی، 166-165:1

13۔ اصطخری، قلمی نسخہ، ص175، ابن حوقل، صورہ الارض، 323:2

14۔ دیبل آج کے ٹھٹھہ مقام پر واقع تھا جو کراچی کے نزدیک واقع ہے۔ (رجوع کریں: ندوی، سید سلیمان، ہند و عرب کے تعلقات، ص302)

15۔ نیرون نامی علاقہ آج کے پاکستان کے حیدرآباد میں واقع تھا۔ (رجوع کریں: ندوی، سید سلیمان، ہند و عرب کے تعلقات، ص400

16۔ قالری، انری، بلری، مسواہی و فہرج یا بہرج یہ سب علاقے منصورہ سے ملتان جانے کے راستے پر واقع تھے جن کا قدیمی نام اب باقی نہیں رہا

17۔ سندان نامی علاقہ آج کے کچھ «cutch» علاقہ میں واقع تھا جو موجودہ گجرات ہندوستان میں واقع ہے

18۔ کنبانہ، سوبارہ و صیمور نامی علاقے موجودہ گجرات ہندوستان کے علاقے میں سمندر کے کنارے واقع تھے (رجوع کریں: ہند و عرب کی تعلقات، ص55)

19۔Y. Friedmann.6:439-440

20۔om gupta, 9:1483

21۔ عزیزاللہ عطاردی ایک ایرانی عالم دین ہیں جنہوں نے ہندوستان اور پاکستان کا سفر کیا ہے اور وہاں کے کتب خانوں میں موجود قلمی نسخوں پر کام کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ انہوں نے ایک سفر نامہ بھی لکھا ہے جس میں ہندوستان اور پاکستان میں موجود علمی ذکیرہ کا تذکرہ کیا ہے

22۔ عطاردی، ص380

23۔ حموی، 211:5

24۔ مقدسی، 704-705:2

25۔ایضا، 704:2

26۔ایضا، 704-705:2

27۔اصطخری نے لکھا ہے کہ سیب کی مانند ایک پھل پایا جاتا تھا جسے لوگ اللیمونہ کہتے تھے۔(رجوع کریں: اصطخری، المسالک و الممالک، ص 173).

28۔ ہوسکتا ہے یہ قندھاریات ہو جیساکہ ابن حوقل نے قندھاریات ہی استعمال کیا ہے (رجوع کریں: ابن حوقل، صورۃالارض، 321:2)

29۔ حموی، 211/5؛ اصطخری، المسالک والممالک، ص173

30۔ ایضاً؛ ابن حوقل، صورۃالارض، 321:2

31۔ مقدسی، 707:2

32۔ مسعودی، 501:1

33۔ مقدسی، 704-705:2

34۔ حموی، 211:5؛ اصطخری، المسالک والممالک، ص173؛ ابن حوقل، صورۃالارض، 320:2

35۔ابن حوقل، صورۃالارض، 325:2

36۔اصطخری، المسالک والممالک، ص173؛ ابن حوقل، صورۃالارض، 321:2

37۔ ابن خردازبہ، ص65.

38۔ مقدسی، 704-705:2

39۔ قوم مید، ایسی قوم تھی جو قدیم زمانے سے سندھ ندی کے کنارے پر زندگی بسر کرتی تھی اور یہ لوگ وحشی و غارتگر ہوتے تھے جو ہمیشہ جاٹوں کے ساتھ جنگ وجدال کیا کرتے تھے۔ (رجوع کریں: شرر، 19:1)

40۔ مسعودی، 166-165:1

41۔ مقدسی، 715:2؛ ابن حوقل، صورۃالارض، 326:2، اصطخری، المسالک والممالک، ص179

42۔ ایضاً؛ ابن حوقل، صورۃالارض، 327:2

43۔ابن حوقل، صورۃالارض، 2:327-326؛ مقدسی، 2:715؛ حموی، 5:211

44۔ مقدسی، 2:715

45۔ایضاً

46۔ایضاً

47۔رامہرمزی، 1:82

48۔ ابن حوقل، صورۃالارض، 2:327؛مقدسی، 2:715

49۔ مسعودی،1:165-166

50۔ مقدسی، 2:715

51 ۔۔ایضاً

52۔یعقوبی، البلدان، ص22

53۔ابن خردازبہ، ص42

54۔اصطخری، قلمی نسخہ، ص106؛ابن حوقل، قلمی نسخہ، ص182، مقدسی، 2:709-710؛ مسعودی،1:165-94

55۔ ابن خردازبہ، ص161

56۔ مسعودی،1:165-164

57۔اصطخری، قلمی نسخہ، ص102، صورہ الارض،ابن حوقل، قلمی نسخہ، ص179، مقدسی، 2:705-704؛ادریسی،1:165

58۔ندوی، سید سلیمان، ہند و عرب کے تعلقات، ص55

59۔ندوی،ابو ظفر، تاریخ سند، ص10

60۔ یہ تمام نقشے ابو ظفر ندوی کی کتاب تاریخ سند میں موجود ہیں جس کو مولف نے بڑی دقت کے ساتھ پیش کیا ہے

61۔ بلاذری، ص620-619؛ یعقوبی، تاریخ یعقوبی،2:296؛ ابن اثیر،13:197؛ حسنی،1:24

62۔ یعقوبی، تاریخ یعقوبی،2:316؛ابن اثیر،10:15؛ خلیفہ ابن خیاط، ص241

63۔ بلاذری، ص621؛،ابن خیاط، ص271

64۔یعقوبی، تاریخ یعقوبی،2:364-363

65۔ایضاً،2:314

66۔ایضاً،2:414

67۔ایضاً،2:487

68۔ایضاً،2:504

69۔ایضاً،2:515

70۔ ابن خلدون، 1:374

71۔ مسعودی،1:165

72۔ مقدسی، مقدسی، 713:2

73۔ ابن خلدون، 374:1

74۔ندوی، سید سلیمان، خلافت اور ہندوستان، ص5

75۔ابن اثیر، 61:22

76۔جوزجانی، 54:2

کتابیات

1. ابن اثیر، الکامل، ترجمۂ ابوالقاسم حالت و عباس خلیلی، نشر موسسہ مطبوعات علمی، تہران 1371ش
2. ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون، ترجمۂ آیتی، عبدالمحمد، نشر موسسہ مطالعات و تحقیقات، 1363ش
3. ابن خردازبہ، ابوالقاسم عبیداللہ بن عبداللہ، المسالک والممالک، انتشارات دار صادر، بیروت، بے تاریخ
4. ابن حوقل، ابوالقاسم محمد، صورہ الارض، نشر دار صادر، افسیت لیدن، بیروت 1938ء
5. ... ، صورۃ الارض، قلمی نسخہ مصری
6. ادریسی، ابوعبداللہ محمد بن محمد عبداللہ، نزہہ المشتاق فی اختراق الآفاق، نشر عالم الکتب، بیروت 1409ھ
7. اسماعیل بن علی ابوالفداء، تقویم البلدان، نشر مکتبہ الثقافہ الدینیہ، قاہرہ
8. اصطخری، ابواسحاق ابراہیم بن محمد، المسالک الممالک، نشر الہیہ العامہ لتصور الثقافہ، قاہرہ
9. ـــ، المسالک الممالک، نشر دار صادر، لیدن افسیت، بیروت، 2004ء
10. ـــ، المسالک والممالک، اصطخری، قلمی نسخہ، کتابخانہ مجلس شورای اسلامی
11. بلاذری، ابوالحسن احمد بن یحییٰ، فتوح البلدان، ترجمۂ محمد توکل، نشر نقرہ، تہران 1337ش
12. بیرونی، ابوریحان محمد بن احمد، القانون المسعودی، مصحح عبدالکریم سامی جندی، نشر دار الکتب العلمیہ، بیروت
13. ـــ، تحقیق ماللہند، نشر عالم الکتب، بیروت 1403ھ
14. جوزجانی، منہاج الدین سراج، طبقات ناصری، نشر دنیای کتاب، تہران 1363ش
15. حسنی، شرف عبدالحہ، نزہہ الخواطر و بہجہ المسامع والنواظر، نشر مطبعہ دائرہ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد دکن
16. حموی، یاقوت، معجم البلدان، ترجمۂ نشر سازمان میراث فرہنگی کشور، 1383ش
17. ـــ، معجم البلدان، نشر دار صادر، بیروت 1995ء

18. خلیفہ ابن خیاط، ابو عمرو، تاریخ خلیفہ ابن خیاط، تحقیق، نجیب فواز، نشر دار الکتب العلمیہ، بیروت 1415ھ/1995ء
19. دمشقی، شمس الدین محمد بن ابیطالب، نخبہ الدہر فی عجائب البر والبحر، انتشارات اساطیر، تہران 1382ش
20. رامہرمزی، بزرگ بن شہریار، عجائب ہند، ترجمہ ملک زادہ، محمد، نشر بنیاد فرہنگ ایران، تہران، 1348ش
21. سہراب، عجائب الاقالیم السبعہ الی نہایہ العمارہ، نشر پژوہشکدہ فرہنگ و ہنر اسلامی، تہران
22. شرر، عبد الحلیم، تاریخ سند، نشر دلگداز پریس لکھنو 1907ء
23. عطاردی، عزیز اللہ، سیری در کتابخانہ ہای ہند و پاکستان، ص380، انتشارات عطارد، چاپ اول، 1388ش
24. مجہول المولف، مجمل التواریخ والقصص، تحقیق بہار، محمد تقی، نشر کلالہ خاور، تہران
25. مسعودی، ابو الحسن علی بن حسین، مروج الذہب، ترجمۂ پایندہ، ابو القاسم، انتشارات علمی و فرہنگی، 1374ش
26. مقدسی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد، احسن التقاسیم فی معرفہ الاقالیم، ترجمہ منزوی، علینقی، نشر شرکت مولفان و مترجمان، تہران 1361ش
27. ندوی، سید ابو ظفر، تاریخ سند، نشر مطبع معارف، اعظم گڑھ، ہند 1366ھ
28. ندوی، سید سلیمان، خلافت اور ہندوستان، نشر مطبع معارف، اعظم گڑھ ہند، 1350ھ
29. ـــــ، ہند و عرب کے تعلقات، ناشر ہندوستانی اکیڈمی، الہ آباد یوپی ہند 1930ء
30. یعقوبی، احمد بن ابی یعقوب، البلدان، ترجمۂ آیتی، محمد ابراہیم، نشر بنگاہ ترجمہ و نشر کتاب، تہران 1347ش
31. ـــــ، البلدان، نشر دار الکتب العلمیہ، بیروت 1422ھ
32. ـــــ، تاریخ یعقوبی، ترجمۂ آیتی، محمد ابراہیم، انتشارات علمی و فرہنگی، تہران، 1371ش
33. Gupta, Om, Encyclopaedia of India, Pakistan and Bangladesh, Published by; Isha Books D43, Prithviraj Road, Adarsh Nagar, Delhi, undeated
34. Y. Friedmann, AL-Mansura, Encyclopedia of Islam2, undeated